سلسلہ تقاریر الٓـمّٓ

سُورہ رُوم

ـــ ڈاکٹر اسرار احمد

السّلام علیکم ! نحمدہ و نصلّی علیٰ رسُولہ الکریم ہ

اما بعد :

أَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم   بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الٓـمّٓ ۚ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۙ فِیْٓ اَدْنَی الْاَرْضِ وَھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ
غَلَبِھِمْ سَیَغْلِبُوْنَ ۙ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ ؕ لِلّٰہِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ
بَعْدُ ؕ وَیَوْمَئِذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ بِنَصْرِ اللّٰہِ ؕ یَنْصُرُ مَنْ
یَّشَآءُ ؕ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۙ

آمنت باللہ صدق اللہ العظیم ـ

قرآن حکیم میں سورۂ عنکبوت کے فوراً بعد سُورۂ رُوم آتی ہے ـ یہ سورہ مبارکہ ۶۰ آیات اور ۶ رکوعوں پر مشتمل ہے اور اس کا آغاز بھی حروفِ مقطعات " الٓـمّٓ " سے ہوتا ہے ـ اور اس کے فوراً بعد چند آیات میں ایک تاریخی واقعہ کی طرف اشارہ بھی ہے اور مستقبل کے بارے میں ایک بہت اہم پیشین گوئی بھی جو تھوڑے ہی عرصہ میں حرف بہ حرف پوری ہوئی ـ اور اس طرح گویا کہ قرآن مجید کے مُنَزَّل مِنَ اللہ ہونے کا ایک ثبوت ہے کہ جو فوری طور پر مہیّا ہو گیا ـ اس تاریخی واقعہ اور اس پیشین گوئی کو سمجھنے کے لئے کچھ تاریخ کا پس منظر جاننا ضروری ہے ـ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے وقت عرب کے مشرق اور شمال مشرق اور مغرب اور شمال مغرب میں کئی سو سال سے دو عظیم مملکتیں قائم تھیں - یعنی سلطنت فارس اور سلطنت رُوم - اور کئی صدیوں سے تاریخ گویا کہ ان دونوں کے مابین جھولا جھول رہی تھی کہ کبھی رومی پیش قدمی کرتے تھے اور ایرانی پیچھے ہٹ جاتے تھے اور کبھی ایرانی آگے بڑھتے تھے اور رومیوں کو پیچھے دھکیل دیتے تھے - نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی کا آغاز سن ۶۱۰ عیسوی میں ہوا - اور اتفاقاً عین اسی سال ہرقل کی تاجپوشی ہوئی بحیثیت قیصر روم - پھر دو تین سال بلکہ یوں کہیے کہ سن ۴ نبوی تک ادھر تو مکّے کی سرزمین میں یہ صورت حال واقع ہوگئی جس کا ذکر سورۂ عنکبوت میں آچکا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ پر ایمان لانے والے اہل ایمان شدید قسم کے مصائب سے دوچار تھے - اور کفار کی طرف سے شدید قسم کی PERSECUTION کا انہیں سابقہ تھا - ادھر ہرقل کو بھی ایران کے والی خسرو پرویز کے ہاتھوں پے در پے شکستیں ہوئیں - یہاں تک کہ سن ۶۱۴ عیسوی میں خسرو پرویز نے بیت المقدس کو بھی فتح کر لیا - ہیکل سلیمانی کی بے حرمتی ہوئی - اور مزید یہ کہ وہ اصل صلیب جس پر عیسائیوں کے خیال کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام کو سولی دی گئی تھی، اسکو بھی وہ اپنے ساتھ لے گیا۔ یہ گویا کہ رومیوں کے لئے ان کے زوال کا ایک نقطۂ عروج تھا یہ ہے وہ وقت جب کہ یہ آیات مبارکہ نازل ہو رہی ہیں -

غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۙ فِیْۤ اَدْنَی الْاَرْضِ وَ هُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ
سَیَغْلِبُوْنَ ۙ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ ؕ۬ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْۢ
بَعْدُ ؕ وَ یَوْمَىِٕذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ

"رومی مغلوب ہو گئے ہیں قریب کی سرزمین میں اور وہ عنقریب چند ہی سالوں میں پھر غالب آ جائیں گے اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے اختیار مطلق پہلے

بھی اور بعد میں بھی اور اس وقت اہل ایمان کو بھی ایک خوشی حاصل ہو گی ،،۔
اس میں گویا کہ ایک طرف رُومیوں کی مغلوبی کی طرف اشارہ ہے اور دوسری طرف ایک پیشگوئی ہے کہ چند ہی سال کے اندر اندر پانسا پلٹ جائے گا اور رُومی ایرانیوں کو شکست دیں گے ۔ یہ بات جان لینی چاہیے کہ رومی عیسائی تھے اور ایرانی آتش پرست تھے ۔ ایک طرف تو وہ کشمکش تھی جو ان کے مابین جاری تھی اور ایک کشمکش یہاں سرزمین مکہ میں جاری تھی ایک طرف آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تھے اور دوسری طرف مشرکین قریش تھے ۔

اب ظاہر بات ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل ایمان کو ایک گونہ مناسبت حاصل تھی حضرت مسیح علیہ السلام کے نام لیواؤں سے ۔ اور مکہ کے مشرکوں کو ایک مناسبت حاصل تھی آتش پرستوں سے ۔ لہذا جب ایرانیوں کو فتح ہوئی تو یہاں مکہ میں مشرکوں نے بغلیں بجانی شروع کر دیں اور مسلمانوں کو طعنے دیتے کہ تمہارے ساتھ مناسبت رکھنے والے ، تمہارے ایک پیغمبر جن کو تم بھی مانتے ہو کہ وہ اللہ کے رسُول تھے ۔ ان کے نام لیوا مغلوب ہو گئے ہیں ۔ یہ بات یقیناً مسلمانوں کے دل شکستگی کا ایک سبب بنی ۔ اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں تسلی وتشفی کے لئے کہ پانسہ جلدی ہی پلٹ جائے گا ۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ان آیات ہی کی بنیاد پر اُمیہ ابن خلف سے شرط کر لی کہ تین سال کے اندر اندر رومی ایرانیوں کو شکست دے دیں گے ۔ حضورؐ نے فرمایا کہ نہیں قرآن مجید میں " بِضۡعِ سِنِیۡنَ " کا لفظ آیا ہے ۔ اور بِضۡعُ کا لفظ عربی زبان میں نو تک کے عدد پر بولا جاتا ہے ۔ لہذا ۹ سال کی شرط کرو ۔

اب دیکھئے تاریخ کا رُخ ۔ اِدھر تو سن ۶۱۲ء میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مکہ سے ہجرت فرمائی اور آپؐ مدینہ تشریف لے آئے ۔ اُدھر ہرقل نے پوری تیاری کے ساتھ جوابی حملہ کا آغاز کیا ۔ اور دو ہی سال کے اندر اندر اِدھر

میدان بدر میں اللہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل ایمان کو ایک شاندار فتح عطا فرمائی۔ اور اُدھر ہرقل آذربائیجان کی طرف سے ایران میں داخل ہوا اور زرتشت کا جو مقام پیدائش ہے، رمیا، اس میں جو مجوسیوں کا سب سے بڑا آتشکدہ تھا، اس نے اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ گویا کہ تاریخ نے بالکل ایک مکمل کروٹ لے لی۔ اہل ایمان کے لئے بھی خوشی اور مسرت کا وقت فتح بدر کی صورت میں اور ان سے قریبی تعلق رکھنے والے حضرت عیسٰی علیہ السلام کے نام لیواؤں کے لئے بھی ایک انتہائی شاندار فتح۔ یہ تھی وہ پیش گوئی جو ۹ سال کے اندر اندر پوری ہو گئی۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے ۱۰۰ اونٹ وصول کئے۔ امیہ ابن خلف سے اور چونکہ شرط کی حرمت وارد ہو چکی تھی لہٰذا ان کو صدقہ کر دیا گیا۔

اس واقعہ کے علاوہ اس سورۃ مبارکہ میں جو اس کا اصل مضمون ہے وہ

اَلتَّذْكِيْرُ بِآيَاتِ اللّٰهِ

ہے۔ یعنی اس کائنات میں ہر چہار طرف مظاہر فطرت کی صورت میں اللہ تعالٰی کے وجود، اللہ کی توحید، اللہ کے کمال قدرت، اللہ کے کمال علم، اللہ کی کمال حکمت کی جو نشانیاں پھیلی ہوئی ہیں ان کے حوالہ سے ایمان باللہ کی دعوت ــــ یہ اس سورۃ مبارکہ کا اصل مضمون ہے۔ چنانچہ اس سُورۃ کے دوسرے اور تیسرے رکوع میں چند آیات آفاقی وانفسی دی گئی ہیں جن میں سے چھ آیات وہ ہیں کہ جو وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ کے الفاظ سے شروع ہوتی ہیں ــ یہ مظاہر و مشاہدات بھی اللہ کی آیات میں سے ہیں۔

وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ... "اور اس کی آیات میں سے یہ ہے کہ اس نے تم کو مٹی سے پیدا فرمایا ......"

وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا ...... "اور اسکی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری جنس سے جوڑے

بنائے ....‘‘

وَمِنْ اٰیٰتِہٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ... ’’اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے آسمانوں اور زمین کی تخلیق فرمائی ....‘‘

وَمِنْ اٰیٰتِہٖ مَنَامُکُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّھَارِ.... ’’ اور اس کی نشانیوں میں تمہاری رات کی نیند بھی ہے اور پھر دن بھی ....‘‘

وَمِنْ اٰیٰتِہٖ یُرِیْکُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا ... ’’اور اس کی نشانیوں میں سے یہ کہ وہ تمہیں بجلی کی چمک دکھاتا ہے خوف کے ساتھ بھی اور طمع کے ساتھ بھی ....‘‘

وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِہٖ ... ’’اور اس کی نشانیوں میں ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں ...‘‘

(آیات ۲۰-تا ۲۵)

ان آیات میں چند اور بھی نشانیوں کا ذکر ہے - یہاں صرف وہ چھ آیات بیان کی گئی ہیں جو وَمِنْ اٰیٰتِہٖ سے شروع ہوئی ہیں - ان تمام آفاقی و انفسی آیات کا حوالہ دینے کا مفاد یہ ہے کہ یہ اللہ کی نشانیاں ہیں ان کا مطالعہ کرو کتاب فطرت کو پڑھو - اور اس سے معرفت حاصل کرو - اور اس سے اللہ تعالےٰ کے وجود اور اللہ کی توحید اور اس کی صفات کمال کا علم حاصل کرو - ان سب کا حاصل یہ ہے -

فَاَقِمْ وَجْھَکَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰہِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْھَا ؕ لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰہِ ؕ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ ۙ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝ (آیت ۳۰)

پس (اے نبی اور نبی پر ایمان لانے والو!) یک سو ہو کر اپنا رخ اس دین کی طرف جما دو - قائم ہو جاؤ اس فطرت پر جس پر اللہ نے انسانوں کو پیدا کیا ہے - اللہ کی بنائی ہوئی ساخت بدلی نہیں جا سکتی - یہی بالکل راست اور درست

دین ہے۔ لیکن اکثر لوگ اس کا شعور نہیں رکھتے ـــ

دین قیمؔ کہہ لیں، دینِ حنیف کہہ لیں یہ درحقیقت دین فطرت ہے اس پوری کائنات میں جو نظم ہے، جو ضبط پایا جاتا ہے جس خلاّقی اور جس حکمت کے مظاہر نظر آتے ہیں، ان سب کا تقاضا اور مطالبہ یہی ہے کہ ان کے خالق کی بندگی کی جائے اور یہی دعوت ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن حکیم دے رہے ہیں۔

اس سوُرۃ مبارکہ میں دو آیات انتہائی حکمت والی وارد ہوتی ہیں۔ پہلی یہ کہ:

وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۠ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا
يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ
وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ۝ (آیت ۳۹)

لوگو! تم اپنا جو مال لوگوں کو سود پر دیتے ہو تاکہ وہ ان کے مالوں میں بڑھے اور نشوونما پائے، محنتیں وہ کریں لیکن تمہارا مال بیٹھے بٹھائے اور بلا محنت اور بلاخطر بڑھتا جائے۔ سود کی یہ ایک انتہائی گھناؤنی تصویر ہے جو اس میں کھینچ دی گئی ہے۔ انسان کی فتوت اور شرافت اور مروّت کے کس قدر خلاف ہے یہ بات کہ وہ کسی کو سود پر رقم دے اور وہ شخص محنت کر کے اس میں اضافہ کر رہا ہو، یہ بغیر محنت کئے ہوئے اس میں سے اپنا حصہ وصول کرے۔ فرمایا اللہ کے ہاں اس میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔ ہاں اللہ کے ہاں اگر اضافہ چاہتے ہو تو اس ربا اور سود کے بالکل برعکس معاملہ ہے۔ زکوٰۃ و صدقات اور اپنا فاضل مال لوگوں کو ان کی ضروریات پوری کرنے کے لئے دو تاکہ اللہ تم سے راضی ہو جائے۔

تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ۝

یہی وہ لوگ جن کے دونے ہو جائیں گے۔ جن کا مال بڑھتا رہے گا۔

اللہ کے ہاں ان کے مال کے عوض ان کے اجر میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ اضعافا مضٰعفہ ـــــ والا معاملہ ان کے ساتھ ہوگا اور پھر یہ ان کو ملے گا اللہ کے ہاں اس حال میں کہ بہت بڑھا ہوا بھی ہوگا اور اعلیٰ اور بہتر صورت میں بھی ہوگا۔

دوسری وہ آیہ مبارکہ جو واقعہ یہ ہے کہ ایسے محسوس ہوتا ہے کہ آج سے چودہ سو برس پہلے نہیں بلکہ آج کے حالات ہی میں نازل ہوئی ہو۔ وہ آیت یہ ہے کہ:

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ (۴۱)

"بر و بحر میں خشکی اور تری میں فتنہ و فساد رونما ہوگیا ہے لوگوں کی اپنے ہاتھوں کی کمائی سے"۔

آج کے حالات کو اگر ہم پیش نظر رکھیں کہ جس طرح دنیا انتہائی خطرات و خدشات کو محسوس کر رہی ہے کچھ معلوم نہیں کہ کب تیسری عالمگیر جنگ چھڑ جائے اور اس کے نتیجے میں کچھ پتہ نہیں کہ شاید یہ زمین ختم ہی ہو کر رہ جائے اور اسکے پرخچے اڑ جائیں۔ یا یہ کہ اگر یہ باقی بھی رہے تو نوع انسانی کا وجود جو ہے وہ نیست و نابود ہو جائے۔ یا برائے نام رہ جائے۔ فرمایا:

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ

بحر و بر میں یہ فتنہ و فساد لوگوں کے اپنے کرتوتوں کا نتیجہ ہے۔

اور یہ درحقیقت اس لئے ہوتا ہے۔

لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا

تاکہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے کرتوتوں کا مزا چکھائے کچھ سزا اس دنیا میں نقد دے دے اور یہ سزا اس لئے ہوتی ہے کہ:

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ٥ (آیت ۴۱)

ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگ ان چیزوں سے متنبہ ہو کر اللہ کی طرف رجوع کریں۔

لٹد کی جناب میں توبہ کریں ۔ اس سے پھر عہد بندگی از سرنو استوار کریں
آخری بات وہی کہ جو اکثر و بیشتر مکی سورتوں کے آخیر میں آئی ۔

فَاصْبِرْ

اے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم صبر کیجئے ، جمے رہیئے ان تمام مخالفتوں
ذ ران تمام مصیبتوں اور پریشانیوں کا صبر و ثبات کے ساتھ مقابلہ کیجئے ۔

اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ ۔

اللہ کا وعدہ سچا ہے وہ وقت آکر رہے گا کہ اللہ کا دین غالب ہوگا وہ
قت آکر رہے گا کہ فتح و کامرانی آپ کے قدموں کو چومے گی لیکن یہ کہ اس
نت جو صورت حال ہے اس سے ہراساں نہ ہوں ۔

وَلَا یَسْتَخِفَّنَّکَ الَّذِیْنَ لَا یُوْقِنُوْنَ ٥ (آیت ٦٠)

دیکھیئے کہیں وہ لوگ جو ایمان نہیں رکھتے جو اللہ پر اور آخرت پر یقین
ں رکھتے ، آپ کو ہلکا نہ پائیں ۔ یا کہیں آپ کو ہلکا نہ سمجھ بیٹھیں ۔ ان
اعراض و تمسخر اور تشدد سے آپ کے صبر و ثبات میں کہیں کوئی لرزش نہ آنے پائے ۔ آپ
بر کی روش پر جمے رہیئے ۔ یہ ہے وہ ہدایت جس پر اکثر و بیشتر مکی سورتوں
بخصوص ان سورتوں کا جو ابتدائی دور میں نازل ہوئی ہیں اختتام ہوتا ہے

اللہ تعالےٰ ہمیں بھی آں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے جاں نثار
صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے نقشِ قدم کی پیروی
کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔

بارك الله لى ولكم فى القرآن العظيم
ونفعنا وایاكم بالآیات والذكر الحكيم